ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۸

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

# الفضل قادیان

ہفتہ وار نمبر

ایڈیٹر: رحمت اللہ خان شاکر — یوم سہ شنبہ

جلد ۳۱ | ۳۰ ماہ احسان ۱۳۲۲ ہش | ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ | ۳۰ ماہ جون سنہ ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۵۲

## مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ ماہ احسان ۱۳۲۲ہش۔ کل پونے ۵ بجے شام پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بذریعہ فون ڈلہوزی سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق حسب ذیل رپورٹ دی۔

حضور کو پرسوں ۲۶ جون کو ۹۹ ٹمپریچر ہوگیا تھا۔ کل صبح پہلے کی طرح ۹۷.۵ پر آنے کے بعد شام کو ۹۹.۱ ٹمپریچر ہوگیا تھا۔ کل ۲۷ جون کو حضور کو لگاتار چھ گھنٹے گفتگو کرنا اور کام کرنا پڑا۔ اس لئے آج ۲۸ جون صبح کھانسی زیادہ ہوگئی۔ اور آواز بھاری تھی۔ لیکن ٹمپریچر ۹۷.۴ تھا۔ اس قدر لمبے عرصہ تک لگاتار گفتگو فرمانا اور کام کرنا بتلاتا ہے کہ حضور کی صحت میں ترقی ہے۔ الحمد للہ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔



# حادثۂ بھامبڑی کے حالات

از حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت قادیان

### شعبۂ تبلیغ مقامی

جماعت احمدیہ کا جب سے قیام ہوا ہے۔ اس کے افراد قانون رائج الوقت کی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے چلے آئے ہیں کیونکہ احمدی جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے۔ اور اس سلسلہ کی تاریخ انفرادی اور اجتماعی تبلیغی تقریبوں سے بھری پڑی ہے۔ احمدی جماعت کی تبلیغی مساعی کا ایک حصہ مقامی تبلیغ کے نام سے موسوم ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو علاقہ مرکز سلسلہ کے ارد گرد واقع ہے۔ اس کا حق ہے۔ کہ اسے خصوصیت سے تبلیغ کی جائے۔ اس کام کے انچارج جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے۔ اور نائب انچارج مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل ہیں۔ اس ادارہ نے علاوہ انفرادی تبلیغ کے اس سال کے لئے یہ سکیم تجویز کی۔ کہ کم سے کم ہر ماہ کسی ایک گاؤں میں تبلیغی جلسہ ہوجایا کرے۔ چنانچہ

۱۹۴۳ء کے شروع سے اس سکیم کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ اور مجھ سے فرمائش کی گئی۔ کہ میں ان جلسوں کی صدارت کروں۔ چنانچہ میری صدارت میں ستکوہا، گھوڑے واہ۔ جاگو وال۔ لکھو کھنڈ، اٹھوال اور قلعہ لال سنگھ میں جلسے ہوچکے ہیں۔ ایسے جلسوں کے انعقاد سے قبل اخبار الفضل میں ہمیشہ اعلان کردیا جاتا رہا ہے۔ کہ فلاں تاریخ فلاں جگہ جلسہ ہوگا احباب اس میں شامل ہوں۔

### بھامبڑی کا جلسہ اور مخالفین کی مزاحمت

اس سکیم کے ماتحت ایک تبلیغی جلسہ موضع بھامبڑی میں جو ایک بہت بڑا گاؤں قادیان سے پانچ میل کے فاصلہ پر جانب مشرق سری گوبند پور کے تھانہ میں واقع ہے تجویز کیا گیا۔ اس گاؤں میں ایک مخلص اور اہل علم احمدی گھرانہ ہے۔ اور یہ گاؤں سکھوں اور مسلمان جاٹوں کی قریباً برابر آبادی پر مشتمل ہے۔ اس جلسہ کے متعلق ۱۶ جون کے اخبار الفضل میں جو ۱۸ جون کو شائع ہوا تھا اعلان موجود ہے کہ ۱۷ جون کو یہ جلسہ ہوگا۔ چونکہ یہ موضع قادیان سے قریب ہے اور چونکہ مدرسہ احمدیہ دینی تعلیم کے لئے مقرر ہے۔ اور طلباء کو تبلیغ کی عملی مشق کرانا بھی ہمارا فرض ہے۔ اس لئے میں نے بحیثیت ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کے مدرسہ کی آرڈر بک میں درج کرکے یہ آرڈر جاری کیا۔ کہ ہر طالب علم کے لئے اس جلسہ کی شمولیت ضروری ہے۔ اور غیر حاضر طالب علم کو ۲؍ جرمانہ کیا جائے گا۔ چنانچہ ۱۷ جون کو صبح ۷ بجے مدرسہ کی گھنٹی بجائی گئی۔ اور حاضری لے کر ہر جماعت کو ایک ایک استاد کی نگرانی میں قطار وار موضع مذکور کیطرف روانہ کیا گیا۔ جب سب طلباء روانہ ہوگئے اور ان میں کثرت کے ساتھ چھوٹے بچے اور حافظ کلاس کے نابینا بچے بھی شامل تھے تو میں خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب اور اپنے بچوں کو لے کر تانگہ میں سوار ہوکر روانہ ہوا۔ اور طلباء کے ساتھ آملا۔ اس وقت طلباء کی پہلی قطاروں کی طرف سے ایک طالب علم سائیکل پر آیا۔ اور مجھے کہا کہ ہرچووال کے نہر والے پل پر موضع بھامبڑی کے بہت سے آدمی راستہ روکے کھڑے ہیں۔ اور طلباء کو آگے جانے سے روکتے ہیں۔ میں نے اس طالب علم کو کہا۔ کہ تم ابھی جاکر جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع دو۔ اور یہ کہہ کر میں تانگہ سے اتر پڑا۔ اور میں نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ کہ ہمارے طلباء پل پر رکے کھڑے تھے۔ اور پل کے سامنے راستہ روک کر موضع بھامبڑی کے ۳۰۔۴۰ آدمی لاٹھیاں لے کر مشتعل صورت بنائے ہوئے اونچی اونچی آواز سے کہہ رہے تھے۔ کہ ہم نے بھامبڑی میں جلسہ نہیں ہونے دینا۔ اس مجمع میں بھامبڑی کے مولوی محمد یعقوب اور اس کا بھائی محمد ابراہیم اور حاجی محمد حسین اور اس کا بھتیجہ بھی موجود تھے۔ جو سب مخالفین سلسلہ میں سے ہیں۔ میں خاموشی سے آگے بڑھا۔ اور لڑکوں کو کہا۔ کہ تمام طلباء چار چار افراد کی قطار میں ہوکر خاموشی اور امن کے ساتھ بھامبڑی کیطرف چل پڑو۔ یہ دیکھ کر مجمع کے لوگ اعلان کے طور پر کہنے لگے کہ اچھا چلو گاؤں چلتے ہیں۔ وہاں جاکر دیکھتے ہیں۔ کہ یہ جلسہ کس طرح کرتے ہیں۔ اب فساد ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ مختلف فقروں میں فساد کا لفظ دہراتے ہوئے موضع بھامبڑی کی طرف بجائے راستہ پر جانے کے کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے چل پڑے۔ اور میں طلباء کو لے کر راستہ پر چل پڑا۔ میں نے علاوہ خاموش رہنے کی ہدایت کے یہ بھی حکم دیا تھا۔ کہ کوئی طالب علم کسی شخص کی طرف نہ دیکھے۔ اور ہم سب نظریں سامنے رکھ کر چل پڑے

چنانچہ قطار در قطار آہستہ آہستہ طلباء روانہ ہوئے۔ جب ہم موضع بھابڑی میں پہونچے تو گاؤں سے باہر کھڑے ہو کر میری اقتدا میں سب نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ کہ اے خدا انہیں خیر و عافیت اور عزت اور امن و سلامتی سے توفیق دے۔ کہ ہم تیرا پیغام اس گاؤں تک پہونچا سکیں۔ دعا کے بعد پھر ہم گاؤں کے اندر داخل ہونے۔ راستہ میں گاؤں کے ساتھ ایک سایہ دار افتادہ کھلی جگہ میں ایک بڑا مشتعل گروہ کھڑا تھا جو کہ ہمارے راستہ کے عین دائیں طرف تھا۔ گزرتے وقت طلباء نے اس مجمع کیطرف تعجب کے رنگ میں نظر کی۔ تو میں نے سختی سے کہا۔ کہ خبردار کسی شخص کیطرف نظر نہ کرو۔ یہ گروہ جو ان لوگوں پر ہی مشتمل تھا۔ جنہوں نے ہم کو نہر پر روکا تھا۔ اونچی اونچی آواز سے کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے جلسہ نہیں ہونے دینا۔ نہیں ہونے دینا۔ ہم وہاں سے گزر کر اس مکان میں داخل ہوئے جہاں جلسہ تجویز ہوا تھا۔

## جلسہ کے انعقاد میں روکاوٹیں

یہ مکان ایک غیر احمدی کا تھا۔ جو کہ اس احمدی گھرانے کے قریبی رشتہ داروں میں تھا۔ جو موضع بھابڑی میں رہتا۔ اور وہاں کا باشندہ ہے۔ ہمارے والنٹیرز نے اس مکان کی چھت پر سائبان لگایا۔ میز اور کرسیاں رکھیں۔ اور قریب تھا۔ کہ میں تلاوت اور نظم کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع کرتا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ ارد گرد کی متصل چھتوں پر غیر احمدی نوجوان چڑھنے شروع ہو گئے ہیں۔ اور ان کی طرز سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ہم کو گھیرنا چاہتے ہیں۔ اور جلسہ میں مزاحم ہونا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس مکان کے مالک کو بلا کر دھمکایا گیا۔ وہ شخص باوجود اس کے کہ وہ ایک احمدی کا بھتیجا تھا۔ گاؤں والوں سے ڈر گیا . . . . . اور اس نے آکر مجھے کہا۔ کہ آپ یہاں جلسہ نہ کریں میں نے کہا۔ کہ تم نے خود ہی اجازت دی تھی۔ اب یہ اجازت واپس کیوں لیتے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ کہ کیا کروں مجھے طاقت نہیں۔ کہ گاؤں والوں کا مقابلہ کروں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ یہ کہہ کر میں نے طلباء سے کہا۔ کہ یہاں سے سائبان اکھیڑ لو۔ میز اور کرسیاں اور صفیں لے چلو۔ اس کے بعد ہم اس احمدی گھر میں گئے جو اکیلا اس گاؤں میں تھا۔ یہ مکان بہت تنگ تھا۔ مگر مجبوراً اس میں جلسہ کیا گیا۔ اور چھت پر سائبان لگایا گیا۔ اور نیچے سخت گرمی میں ہمارے آدمی بیٹھ گئے۔ اور جلسہ شروع ہوا۔ یہاں پہونچکر مجھے رپورٹ دی گئی۔ کہ صبح کو ہم سے پہلے بھی دو موقعوں پر گاؤں والوں نے جلسہ کے منتظمین سے مزاحمت کی۔ ایک اس وقت جبکہ مکرمی مولوی عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل ٹانگہ میں بیٹھ کر اور سائبان وغیرہ سامان لے کر بھابڑی روانہ ہوئے۔ تو ہرچووال کے پل پر اس مجمع نے جس نے ہم کو روکا تھا۔ ان کے ٹانگہ کو بھی روکنا چاہا۔ مگر وہ کسی نہ کسی طرح ان سے چھوٹ کر گاؤں میں داخل ہو گئے۔ اسی طرح جب وہاں کے احمدی خاندان نے ایک مقامی باورچی کو کھانا پکانے پر مقرر کیا۔ تو گاؤں والوں نے اسے اس کام سے روک دیا۔ پھر جب لنگر خانہ کے باورچی میاں مولا بخش صاحب کام کرنے لگے۔ تو گاؤں والوں نے انہیں مارنا چاہا۔ انہوں نے اپنی ٹوپی اتار کر اپنا سر ان کی طرف کر دیا۔ کہ لو مار لو مگر مجھے کھانا پکانے دو۔ بلکہ یہاں تک سنا گیا ہے۔ کہ جب صبح کے وقت ایک کنسٹیبل جس کا نام احمد حسین بتایا جاتا ہے۔ بغیر وردی کے ہرچووال کے پل پر سے گزرنے لگا۔ تو اسے بھی احمدی سمجھ کر روکا گیا۔ مگر جب اس نے اپنی اصلیت ظاہر کی۔ تب وہ گزر سکا۔ غرض مزاحمت کا سلسلہ صبح سے شروع تھا۔ بلکہ جیسا کہ آگے چلکر ظاہر ہوگا۔ اس سے بھی پہلے سے۔

## ہمارے جلسہ کے مقابل مخالفین کا جلسہ

بالآخر جب ہم نے مقامی احمدیوں کے مکان پر جلسہ شروع کیا۔ اور تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد میں نے افتتاحی تقریر کی۔ کہ مذہبی جماعتوں کو کبھی ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ اگر کسی جلسہ میں ایک شخص بھی تقریر سننے کے لئے نہ آئے۔ تو یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ جلسہ ناکام رہا۔ کیونکہ کامیابی اور ناکامی کا معیار یہ ہے۔ کہ ہم نے نیک نیتی اور حسن عمل کے ساتھ کام کیا ہے یا نہیں۔ اگر ہم نیت نیک رکھیں۔ اور اپنی طرف سے کلمہ حق سنانے میں کوتاہی نہ کریں تو ہم کامیاب ہیں۔ خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ پس ہم نیک نیتی سے آئے۔ اور حسن عمل کرتے ہوئے آئے۔ ہمدردی سے آئے۔ محض گاؤں والوں کی خیر خواہی سے اور جب ایک جگہ جلسہ کرنے لگے۔ تو ہمیں لوگوں نے روک دیا۔ ہم تمام سامان وغیرہ لے کر یہاں آ گئے۔ اب ہم جلسہ شروع کرتے ہیں۔ خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ اس پر جلسہ شروع ہوا۔ شروع میں میرے لڑکے محمود احمد نے تقریر کی۔ اور پھر مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر نے تقریر کی۔ ابھی وہ پندرہ بیس منٹ ہی بول سکے تھے۔ کہ یکدم ہماری چھت کے بالکل متصل چھت پر چند غیر احمدی چڑھنے شروع ہو گئے۔ اور مولوی یعقوب بھابڑی والا ایک سائبان لے کر آیا۔ اور جلدی سے سب نے ملکر سائبان لگایا۔ اور میز اور کرسی لگا کر فیض اللہ ستار صاحب نے۔ اور ایک شخص نے تلاوت قرآن مجید شروع کی۔ اس پر باوجود اس کے کہ ہمارے لئے شرعاً ایسا کرنا ضروری نہ تھا۔ میرے کہنے سے مولوی مبشر صاحب نے تلاوت کے آغاز میں تقریر بند کر دی۔ اور اونچی آواز سے کہا کہ قرآن مجید پڑھا جا رہا ہے۔ اس لئے میں تقریر بند کرتا ہوں۔ غیر احمدی تلاوت کنندہ دیر تک تلاوت کرتا رہا۔ جب وہ تلاوت ختم کر چکا۔ تو ہمارے ایک آدمی نے تلاوت شروع کی۔ اور پھر نظم شروع کی گئی۔ اور جب پھر مولوی صاحب تقریر کرنے لگے تو غیر احمدیوں نے نعرے لگانے شروع کئے۔ اور چونکہ وہ بالکل متصل چھت پر تھے۔ اور دونوں چھتوں کے درمیان کوئی منڈیر بھی نہ تھی۔ اس لئے ان نعروں کی وجہ سے ہماری تقریر کا ایک لفظ بھی سنانا نہ جا سکتا تھا۔ اس پر جلسہ کی کارروائی بند ہو گئی۔ اور ہمارے دوست صل علیٰ محمد وغیرہ وغیرہ نظمیں پڑھنے اور اللہ اکبر وغیرہ نعرے لگانے لگے۔

## پولیس افسر کا عجیب فیصلہ

اتنے میں سنا گیا۔ کہ سری گوبندپور کے اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس موقعہ پر پہونچ گئے ہیں۔ (دو پولیس کانسٹیبل پہلے پہونچ چکے تھے۔) اس عرصہ میں قادیان سے جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے اس پولیس افسر کی طرف رقعہ لکھا۔ کہ ہمارا جلسہ شروع تھا۔ اور وہ بھی احمدی کے مکان پر۔ مگر غیر احمدیوں نے بالکل متصل جلسہ شروع کر کے ہماری کارروائی کو بند کر دیا ہے اس کا انسداد کیا جائے۔ اس درخواست کی دو کاپیاں تھیں۔ کہ ایک پر رسیدی دستخط کر کے واپس کر دی جائے۔ مگر اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحب نے ہمارا رقعہ تو لے لیا۔ مگر رسید دینے سے انکار کیا۔ پھر دوبارہ رقعہ لکھ بھیجا۔ اور پھر تیسرا رقعہ بھیجا گیا۔ جس میں چند مفسدین کے سرغنوں کے نام بھی تھے۔ اس وقت سب اسسٹنٹ انسپکٹر ہمارے جلسہ میں تشریف لائے۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور غیر احمدیوں کو بلایا۔ پھر ان کے چند آدمی آئے جن میں محمد اکرام کشمیری سکنہ قادیان بھی تھا۔ جو کہ ایک مقدمہ میں زیر ضمانت ہے۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے کہا۔ کہ احمدیوں کا جلسہ پہلے سے شروع ہے۔ تم یہاں کیوں جلسہ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم نے ان کا جلسہ یہاں نہیں ہونے دینا۔ غرض دیر تک بحث اور رد و کد ہوتا رہا۔ آخر ان کا اصرار اور ضد دیکھ کر اور ہماری شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحب نے ہمیں کہا۔ کہ آپ ہی کسی اور جگہ جلسہ کر لیں۔ حالانکہ ہمارا جلسہ پہلے سے شروع ہو چکا تھا اور جس مکان پر ہم جلسہ کر رہے تھے۔ وہ ایک احمدی کا مکان تھا اور سائبان وغیرہ لگانے کی زحمت ہم برداشت کر چکے تھے اور جلسہ شروع تھا۔

مگر پھر بھی ہم نے اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحب سے کہا۔ کہ بہت اچھا آپ ہمیں کوئی اور جگہ دے دیں۔ ہم وہاں جلسہ کر لیں گے۔ اس پر وہ اٹھ کر جگہ کی تلاش میں گئے۔ اور مخالف بدستور نعرے لگاتے رہے جن میں احمدیت مردہ باد کے نعرے بھی تھے۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحب کے ساتھ مولوی دل محمد صاحب گئے پہلے اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحب نے ایک ایسی جگہ دکھائی جو گندی اور گوبر سے اٹی پڑی تھی۔ پھر جب ایک سکھ نے بطور خود کہا۔ کہ ہمارے گوردوارہ کے پاس بڑ کے نیچے جلسہ کر لیا جائے۔ تو سب انسپکٹر صاحب نے اس کی تائید کی۔ جس پر مولوی دل محمد صاحب نے وہ جگہ صاف کروائی اور ہم کو اطلاع دی۔ ہم نے اپنا سامان صندوق وغیرہ کو اٹھا لیا۔ اور اس بڑ کے نیچے جو گوردوارہ کے پاس تھا۔ جلسہ شروع کیا:

جب ہم اپنا سامان لے کر نئی جگہ جانے لگے۔ تو مخالفوں نے تالیاں بجائیں۔ اور نعرے لگائے۔ کہ گویا احمدی شکست کھا کر یہاں سے جا رہے ہیں۔ گوردوارہ میں جو کنواں تھا ہم اس سے پانی لینے لگے تو ہمیں پانی لینے سے روک دیا گیا۔ اور غیر احمدیوں کی دھمکی سے گوردوارہ والے بھی متاثر ہوئے۔ اتنے میں ایک ہندو پرشوتم داس نے جو ڈی۔ اے۔ وی سکول قادیان کا طالب علم رہ چکا تھا۔ اور ہمارے مدرسہ کے طلبہ سے میچ وغیرہ کھیلنے کے سلسلہ میں ملاقات کی راہ و رسم رکھتا تھا کہا کہ آپ ہمارے کنوئیں سے پانی لے سکتے ہیں۔ مگر بالآخر بعض لوگوں کے زور دینے پر گوردوارہ سے پانی ملنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد پھر گاؤں والوں نے گوردوارہ والوں پر زور ڈالنا شروع کیا۔ کہ یہاں جلسہ نہ کرنے دیا جائے۔ چنانچہ سکھوں کی دو پارٹیاں ہو گئیں۔ اور وہ آپس میں جھگڑنے لگے۔ مگر اکثریت ہمارے مخالفوں کی تھی۔ یہاں تک کہ گوردوارہ والوں نے ڈر کر اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحب سے کہا۔ کہ ہمیں لوگ تنگ کرتے ہیں۔ اس لئے ہم جلسہ نہیں ہونے دیں گے۔ مگر چونکہ وہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے سامنے جگہ دے چکے تھے۔ اس لئے اس نے کسی طرح انہیں تسلی دی۔ اور جلسہ شروع رہا۔ جلسہ کے دوران میں لوگ اٹھ کر باری باری کھانا کھانے لگے۔ اور تقریریں جاری رہیں۔ اس عرصہ میں ناظر صاحب امور عامہ اور خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب سیٹھ پرشوتم داس کی دعوت پر اس کے ہاں چائے پینے چلے گئے۔

### جلسہ کا اختتام اور بعد کے واقعات

پانچ بجے کے قریب جب جلسہ ختم ہوا تو میں نے اعلان کیا۔ کہ ہم ہرچووال کی نہر پر پہونچکر اکٹھے نمازیں پڑھیں گے۔ اس پر لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور ایک راستہ کی طرف رخ کیا۔ اس وقت جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے بعض مقامی لوگوں نے ہمارے بعض آدمیوں سے کہا۔ کہ اس راستہ سے نہ جائیں بلکہ دوسرے راستہ سے جائیں۔ جس پر ہمارے لوگوں نے اس مشورہ کو نیک نیتی کا مشورہ سمجھ کر اسے اختیار کر لیا۔ مگر یہ راستہ لمبا اور پیچیدہ ثابت ہوا۔ اور ہمیں بالآخر ماچھیوں کی حویلی کے سامنے سے لے آیا۔ جہاں بہت سے مخالفین بدنیتی کے ساتھ جمع تھے۔ روانہ ہونے سے پہلے میں اپنا سامان رخصت کروا چکا تھا۔ تاکہ سامان تانگہ پر رکھا جائے۔ اتنے میں بہت سا حصہ لوگوں کا روانہ ہو چکا تھا۔ کہ میں بھی روانہ ہوا۔ میرے پیچھے چالیس کے قریب لوگ رہ گئے۔ باقی سب آگے تھے۔ راستہ میں سیٹھ پرشوتم داس کا مکان تھا۔ وہاں سے خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب اور سید ولی اللہ شاہ صاحب بھی ساتھ ہوئے اور ہم باتیں کرتے ہوئے اطمینان سے واپس چلنے لگے۔ راستہ میں آگے پیچھے سے صل علیٰ ماشاء اللہ وغیرہ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اور لوگ اطمینان سے واپس آ رہے تھے۔ اس جگہ میں ایک نقشہ دیتا ہوں جس سے احباب معلوم کر لیں گے۔ کہ بعد کے واقعات کس طرح رونما ہوئے:

آبادی
مغرب
مشرق
آبادی
آبادی
آبادی
جوہڑ
ب
ج
د
ہ

### مخالفین کے ہجوم کی طرف سے شدید خشت باری

ہمارے لوگوں کا اگلا حصہ الف نام گلی سے نکل کر کھلے راستہ میں ہو کر ڈھاب اور ج کے درمیان سے گزر کر د سے گزرا۔ اور و سے ہوتے ہوئے ح تک جو کہ قادیان کی طرف جانے کا راستہ ہے پہونچ گیا۔ اگلے حصہ میں دیہات کے مضبوط اور صحت ور احمدی تھے۔ مولوی دل محمد صاحب بھی اس حصہ میں جا رہے تھے۔ جب ہمارے لوگوں کا پچھلا حصہ جس میں زیادہ تر چھوٹے لڑکے اور قادیان کے مدارس کے طالب علم اور بوڑھے اور کمزور لوگ تھے۔ ج نام حویلی کے سامنے جو ماچھیوں کی حویلی کہلاتی ہے قریب پہونچا تو وہاں دو سو کے قریب مخالفین جمع تھے۔ چونکہ یہ مکان زیر تعمیر ہے۔ اس لئے کم سے کم پانچ چھ ہزار پختہ اینٹیں وہاں ڈھیر کی صورت میں رکھی تھیں۔ یہ لوگ احمدیت مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ کہ اتنے میں محمد حسین نام حاجی نے جو بھامبڑی کے مخالفوں کا سرغنہ ہے۔ تالی بجائی۔ اور ہجوم نے سامنے راستہ پر چلنے والے احمدیوں پر اچانک خشت باری شروع کر دی۔ میں اس وقت الف مقام تک نہیں پہنچا تھا۔ اس لئے خشت باری کی ابتداء میں نے نہیں دیکھی۔ مگر جب میں الف کے مقام پر پہنچا۔ تو میں نے دیکھا کہ حویلی ج سے اس وقت میں سو سو اینٹیں سڑک پر ہمارے لوگوں پر پڑ رہی ہیں۔ خشت باری کیا تھی۔ اینٹوں کی موسلا دھار بارش تھی۔ اور مٹی دل کی صورت میں فضا غبار آلود ہو رہی تھی۔ میرے ساتھ خان صاحب فرزند علی صاحب تھے میرا لڑکا محمود احمد جس کی عمر ۱۳ سال ہے۔ ذرا آگے تھا۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب ذرا اور پیچھے تھے۔ میں نے جب اینٹوں کی بارش دیکھی۔ تو میں دوڑ کر اینٹوں کی بوچھاڑ میں سے گزرتا ہوا حویلی ج کے کوٹھے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور ایک لکیر کھینچ کر بڑے زوردار لہجہ میں آگے گزرے ہوئے لوگوں کو واپس لوٹنے سے روک کر کہا۔ کہ خبردار کوئی احمدی اس لکیر سے آگے نہ بڑھے۔ میرے ہاتھ میں چھتری تھی۔ مجھے دیکھ کر مخالفوں نے خشت باری زیادہ کر دی اور چھت پر بھی چند آدمی چڑھ گئے۔ اور مکان کے نو تعمیر ہونے کی وجہ سے جو ملبہ وہاں پڑا تھا۔ وہ اوپر سے مجھ پر پھینکنے لگے۔ چنانچہ ایک شکستہ گھڑا مجھ پر پھینکا گیا۔ مگر خدا کا فضل رہا کہ مجھے باوجود اسکے کہ میں عین نیچے کھڑا تھا ایک ٹکڑا بھی نہیں لگا۔ حالانکہ میرے پاس جو لوگ کھڑے تھے وہ زخمی ہوئے وہاں پہونچکر جو نظارہ میں نے دیکھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ اس وقت مجھے مخالف اور ان کی اینٹیں یوں معلوم ہوتی تھیں۔ کہ جیسے مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ میں اس وقت اپنی ذاتی حیثیت میں نہ تھا بلکہ من اطاع امیری فقد اطاعنی میں حضرت خلیفہ حق کا نمائندہ اور انکی جماعت کا امیر تھا

غرض میں نے تمام مجمع کو واپس لوٹنے سے روک کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ اب مجھے فکر ہوئی۔ کہ شاہ صاحب اور خانصاحب کہاں ہیں۔ یہاں پر احباب نقشہ کو دیکھیں اور غور فرمائیں۔ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ میں راستہ چلنے والے احباب کے پچھلے حصہ میں تھا۔ میرے پیچھے چالیس پچاس کے قریب دوست ہونگے۔ جب یہ لوگ الف مقام پر پہنچے تو انہوں نے (ج) کے سامنے خشت باری دیکھی۔ تو وہ بجائے اسکے کہ خشت باری کے سامنے سے گزر ہمارے پاس آجاتے۔ وہ سامنے اینٹوں کی بارش دیکھ کر اور پہلو میں ایک کھلا میدان ایک طرف ہو کر نکل جانے کا پاکر اپنے بائیں جانب مڑ کر (ب) کی طرف گھوم گئے اور نما لیا۔ گھبراہٹ سے بجائے اکٹھے چلنے کے منتشر صورت میں چلنے لگے۔

## لاٹھیوں۔ تلواروں اور ٹکوؤں وغیرہ سے حملہ

چونکہ دشمنوں کا مقام (ج) سے اینٹیں مارنے کا بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ وہ ہمارے پچھلے حصہ کو ہم سے جُدا کر دیں۔ اسلئے جب ہمارے پیچھے یہ ۴۰ کے قریب لوگ بائیں طرف مڑے اور خشت باری کے مقام سے کترا گئے اور ہم سے کٹ گئے تو مخالفین فوراً حویلی میں سے باہر کود کر نکل آئے اور لاٹھیوں کرپانوں اور تلواروں سے ان کو گھیر کر بُری طرح زخمی کیا۔ چنانچہ میرے بالکل پیچھے جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب تھے۔ یہ جب خشت باری دیکھ کر میرے پیچھے پیچھے آنے لگے تو انہیں دو اینٹیں لگیں۔ اس پر یہ بائیں جانب مڑ کر اور کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے (ح) کیطرف جا کر ٹانگوں تک پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب تھے جب وہ الف کے مقام پر پہنچے تو آگے اینٹوں کی بارش دیکھ کر مقام (ب) کی طرف مڑے۔ ان کے ہمراہ ان کا تیرہ سالہ لڑکا بھی تھا۔ شاہ صاحب نہایت ثبات قلب کے ساتھ آہستہ آہستہ جا رہے تھے کہ گاؤں والوں نے انہیں گھیر لیا۔ اور ڈانگوں سے حملہ کر دیا۔ پہلے تو شاہ صاحب ہاتھوں پر روکتے رہے۔ مگر جب کندھوں اور کمر پر لاٹھیوں سے زور سے چوٹیں لگیں تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ مگر انکے گر جانے پر بھی لوگ مارتے رہے۔ شاہ صاحب کے جسم پر ایک نشان تلوار کی ضرب کا بھی معلوم ہوتا ہے۔ گو خدا کے فضل سے اس نے کاٹا نہیں۔ ان کے بچے کو بھی چوٹ لگی۔ اور وہ بھی شاہ صاحب پر گر کر رونے لگا۔ اسی طرح بقیہ لوگ جب منتشر ہو کر بجائے اس کے کہ ہم کو آملتے۔ بائیں طرف مڑے تو گاؤں والوں نے انہیں الگ الگ اور منتشر پاکر کسی کو کرپان تلواروں سے کسی کو ڈانگوں سے غرض مختلف طریقوں سے سخت زخمی کیا۔ مگر اس سارے عرصہ میں ہم کو جو کہ مقام (ج) اور مقام ح کے سامنے کھڑے تھے بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے کیونکہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل تھے۔ لیکن جب میں نے اپنے احمدیوں کو پُرسکون مجمع کی صورت میں کھڑا کر لیا۔ تو اب شاہ صاحب اور خانصاحب کا خیال آیا۔ اتنے میں اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس بھی میرے پاس آپہنچا۔ میں نے اُسے غصہ سے کہا کہ دیکھو اتنے لوگ کھڑے ہیں اور ہم پر اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ یہ لوگ اگر دفاع کرتے۔ تو ان مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ مگر میں نے انکو روک رکھا ہے۔ لیکن آپ نے گاؤں والوں کو روکا تک نہیں۔ وہ شرمندگی کے لہجہ میں کہنے لگا کہ میں کیا کروں۔ میرے پاس سپاہی نہیں۔ صرف تین چار آدمی ہیں۔ میں کس طرح اس مجمع کو روک سکتا تھا۔ اتنے میں شاہ صاحب اور خانصاحب کی تلاش کیلئے میں خود چل پڑا۔ کہ مجھے جامعہ احمدیہ کے طلبہ نے گھیرا ڈالکر روک لیا۔ کہ آپ نہ جائیں۔ اس پر اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے کہا۔ کہ میں شاہ صاحب کا پتہ لیتا ہوں۔ یہ وہ وقت تھا۔ کہ ہمارے گروہ کے پچھلے لوگ بسبب منتشر ہو جانے کے گاؤں والوں کے ہاتھوں سے پٹ رہے تھے۔ نقشہ میں جو کھیتوں اور مقام ب کے پیچھے نقطے دیئے گئے ہیں۔ یہ وہ احمدی لوگ ہیں جو منتشر ہونے کی وجہ سے گاؤں والوں نے گھیر کر زخمی کر دیئے۔ یہ حالت جاری تھی۔ اور ہمارے آدمی پٹ رہے تھے اور ہم کو معلوم نہ تھا۔ کہ یکدم ..........

........ ایک جامعی طالب علم احمد رشدی ........

........ نے شور مچا کر کہا کہ ہمارے آدمیوں کو گاؤں والوں نے گھیر لیا ہے۔ اور انہیں مار رہے ہیں۔ اس پر ہمارا مجمع جسے میں نے روکا ہوا تھا۔ قریباً ڈیڑھ سو آدمی ........ اپنے آدمیوں کی حفاظت کے لئے بے تحاشا کھیتوں میں پہونچا۔ ان کو دیکھ کر وہ مخالف جو احمدیوں کا تعاقب کر کے انہیں زخمی کر رہے تھے۔ مقام ب کی طرف واپس بھاگ گئے۔ یہ دیکھ کر اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ شائد یہ افواہ غلط ہو۔ کہ ہمارے آدمی زخمی ہوئے ہیں ........

........ میں نے بلند آواز سے لوگوں کو واپس بلانا شروع کیا۔ کہ واپس آؤ۔ واپس آؤ۔ اس پر اس مجمع میں سے نعمت اللہ احمدی میرا نام لے کر احمدیوں کو بلانے لگے۔ کہ میر صاحب بلاتے ہیں واپس آؤ واپس آؤ۔ غرض بڑے زور سے میں نے مجمع کو واپس بلایا۔ جو پھر .... میرے پاس پہونچ گئے اس وقت معلوم ہوا۔ کہ ہمارے بعض آدمی اپنے زخمیوں کو اٹھا کر مقام ح میں موٹر اور ٹانگوں کے پاس لے آئے ہیں۔ ان زخمیوں میں سے دو شخصوں کے سائیکل بھی مخالف چھین کر لے گئے۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ شاہ صاحب کو چوٹ لگی ہے۔ اور وہ بیہوش ہو گئے تھے۔ مگر اب ہوش میں ہیں۔ اور ہمارے لوگ ان کو مقام ح تک لے آئے ہیں۔ تو میں مقام ح تک تمام مجمع کو لے آیا۔ یہاں پر تمام زخمی موٹر اور ٹانگہ میں بٹھا دیئے گئے۔ اور ہم مقام ح سے چلکر قادیان روانہ ہوئے۔ اتفاقاً اچانک کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مقام ب سے چار پانچ سو آدمیوں کا مجمع جو کہ سب کا سب لاٹھیوں۔ ٹکوؤں۔ چھویوں اور تلواروں سے مسلح تھا۔ اور جس میں مسلمانوں کے علاوہ سکھ بھی تھے نہایت تیزی سے ہماری طرف نعرے لگاتا اور چیلنج کرتا ہوا بڑھ رہا تھا۔ یہ گویا دوسرا حملہ تھا۔ یہ مجمع ایسا خوفناک تھا۔ کہ میں نے دیکھ کر اسی وقت یقین کر لیا۔ کہ ہم وہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے۔ کیونکہ ہمارا مجمع غیر مسلح تھا۔ صرف تین یا چار فی صدی کے پاس لاٹھیاں تھیں باقی سب نہتے تھے۔ مجمع میں نہایت خورد سال عمر کے بہت سے بچے تھے۔ حتی کہ آٹھ نو نابینا بھی تھے۔ بوڑھے اور معذور اور کمزور لوگ بھی تھے۔ یہ مجمع دیکھ کر ہمارے بعض نوجوان بالخصوص جامعہ احمدیہ کے طالب علم دفاع کے خیال سے آگے بڑھے اور خدا نے انہیں قوت بخشی۔ کہ وہ موت کے مونہہ میں جانے کے لئے تیار ہو گئے مگر میں نے آگے بڑھ کر ان کو روکا۔ اور واپس لے آیا۔ اس وقت میرے پاس اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس آیا۔ کہ آپ اپنے آدمیوں کو راستہ لے چلیں۔ میں اس مجمع کو روکتا ہوں۔ میں نے آواز دے کر سب کو واپس چلنے کو کہا۔ اور سب کو لے چلا اور جب مڑ کر میں نے دیکھا۔ تو یہ نظارہ نظر آیا۔ کہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحب معہ سپاہیوں کے مخالفوں کے مجمع کیطرف آگے بڑھ رہے تھے۔ اور جیسا کہ بعض لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس موقعہ پر پولیس نے مخالفین پر لاٹھی چارج بھی کیا۔ بہرحال میں نے دیکھا کہ لوگ واپس بھاگ رہے ہیں۔ اب معلوم نہیں۔ کہ یہ لاٹھی چارج کا نتیجہ تھا۔ یا یہ کہ کوئی اور بات تھی بہرحال میں اپنے سب آدمیوں کو لیکر دالیوال دیال گڑھ وارد ہوا۔ اور زخمیوں کو ہرچووال کی ڈسپنسری میں بھیجدیا۔ نہر پر پہنچکر مولوی دل محمد صاحب کو کہا کہ آپ تمام مجمع کو نماز پڑھا کر قادیان لے جائیں۔

اور خود موٹر میں جو مجھے ہاسپٹل سے شاہ صاحب نے بلانے کیلئے بھیجی تھی بیٹھ کر ہرچووال کی ڈسپنسری میں پہنچا۔ وہاں ڈاکٹر انچارج موجود نہ تھا۔ ایک کمپاؤنڈر تھا جس نے ایک مضروب احمد دین کی پٹی کی۔ باقیوں کو موٹر اور تانگہ میں واپس قادیان لے آیا اور نور ہسپتال میں داخل کرا دیا۔

## پولیس کی کارروائی اور بعد کے حالات

اوسی رات قادیان میں پولیس پہنچی اور صبح کے چار بجے کے بعد نور ہاسپٹل میں زخمیوں کے بیانات لئے گئے۔ دوپہر کو سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی پہنچ گئے اور قادیان کی پولیس چوکی میں خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب اور میرے بیانات ہوئے۔ پھر ہم موضع بھامڑی سپرنٹنڈنٹ صاحب کے ساتھ گئے اور انہیں موقع دکھلایا۔ وہاں بھی مخالف پارٹی کے تین اشخاص کے بیان قلمبند کئے گئے بمورخہ ۲۵ کو سری گوبند پور کے تھانہ دار صاحب نے قادیان آکر بحیثیت سولہ اشخاص کے چالان کی غرض سے حاضری عدالت کی ضمانتیں لیں۔

یہ ہیں مختصر سے کوائف اس جلسہ کے اب معاملہ بظاہر عدالت انگریزی کے ہاتھ میں اور بباطن عدالت عالیہ سماویہ کے قبضہ میں ہے۔ وہی کچھ ہوگا جو آسمان پر مقدر ہے کیونکہ والقدر خیرہٖ وشرہٖ پر ہم ایمان لانے والے ہیں۔ ہاں ہماری دعا یہی ہے کہ ہمارے لئے وہی ہو جو ہمارے حق میں خیر اور بہتر ہو۔ ان مسلسل واقعات کی لڑی کے علاوہ بعض اور باتیں احباب کی واقفیت کیلئے بیان کر دیتا ہوں۔

(۱) جب ۱۷ جون کو ہمیں ہرچووال کی نہر کے پل پر بھامڑی والوں نے جانے سے روکنے کی کوشش کی۔ اور میں نے ناظر صاحب امور عامہ کو اطلاع کے لئے دو سائیکلسٹ یکے بعد دیگرے بھیجے۔ تو ناظر صاحب امور عامہ نے ایک تار گورداسپور میں دن کے دس بجکر دس منٹ پر سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس اور ایک خط سائیکلسٹ کے ہاتھ سری گوبند پور کے تھانیدار صاحب کو بھیجا کہ وہاں کے لوگ فساد پر آمادہ ہیں انہیں روکا جائے۔ (۲) اس سے قبل احرار نے ہمارے جلسہ کا اعلان الفضل میں پڑھنے کے بعد ۱۶ جون کو اپنے بورڈ پر قادیان میں اعلان کیا کہ بھامڑی میں ہم بھی ۱۷ جون کو جلسہ کرینگے۔ (۳) جلسہ سے ایک روز قبل احرار کے بورڈ کی اطلاع پاکر جناب چوہدری فتح محمد صاحب انچارج مقامی تبلیغ نے مولوی احمد خان صاحب نسیم کو اور مولوی عبدالعزیز صاحب سکنہ بھامڑی کو سری گوبند پور کے تھانیدار کے پاس رپورٹ دینے کیلئے بھیجا کہ بھامڑی والے فساد پر آمادہ ہیں مگر افسوس کہ تھانیدار صاحب نے یہ رپورٹ روزنامچہ میں درج نہیں کی۔ (۴) جب میں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے سامنے بیان دے چکا۔ تو ڈی ایس پی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ میر صاحب آپ یہ فرمادیں کہ جب آپکا جلسہ ختم ہو چکا تو پھر بھامڑی والوں نے فساد کیوں کیا۔ اگر انکی فساد کی نیت ہوتی تو جلسہ کے دوران میں کرتے۔ میں نے کہا کہ یہی موقعہ تو فساد کا تھا۔ کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم یہاں جلسہ کر سکیں اور ہمارے جلسہ کو روکنا چاہتے تھے۔ مگر جب ہم جلسہ کرنے میں کامیاب ہوگئے تو انہیں اپنی ناکامی کی وجہ سے اشتعال پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا انتقام فساد کے ذریعہ لیا۔ (۵) ایک بات میں نے سپرنٹنڈنٹ صاحب اور ڈی ایس پی صاحب کو یہ کہی تھی کہ آپ یہ نقطہ خیال کبھی نہ بھولیں کہ اگر ہماری طرف سے اشتعال دلایا گیا اور فساد ہوا تو عجیب بات ہے کہ ہم لوگ ایک لمبا فاصلہ گاؤں کے اندر طے کرتے رہے۔ مگر انہیں اشتعال نہ آیا۔ مگر جب ہمارے لوگ اور وہ بھی طالب علم اور بچے اس حویلی کے پاس سے گذرے جہاں پر بہت سی اینٹیں ڈھیر کی صورت میں جمع تھیں اور جہاں ہمارے مخالفین دو سو کی تعداد میں جمع تھے وہاں کیوں اشتعال آگیا۔ میں نے کہا۔ آپ یہ سوچیں کہ ہمارے مخالف دوسری حویلی میں کیوں نہیں جمع ہوئے۔ کیوں حاجیوں کی حویلی میں جمع تھے۔ جہاں اینٹیں جمع تھیں کیا یہ دونوں اجتماع اتفاق سے ہوگئے۔ علاوہ اسکے بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں مخالفوں نے لاٹھیاں بھی جمع کر رکھی تھیں اور زیر تعمیر عمارت کے بالے وغیرہ بھی پڑے تھے۔

(۶) میں نے اپنے بیان میں یہ بھی لکھا یا تھا۔ کہ اگر ہماری نیت فساد کی تھی۔ تو کیا وجہ ہے کہ (الف) مدرسہ احمدیہ کے چھوٹے سے چھوٹے طالب علم بھی میں جلسہ میں لایا۔ (ب) میں اپنے تینوں لڑکوں کو ہمراہ لایا۔ (ج) حافظ کلاس کے آٹھ کم عمر اندھوں کو ہمراہ لایا۔ (د) ہم لوگ کثرت کے ساتھ بغیر لاٹھی کے آئے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم فساد کی نیت سے نہیں آئے۔ (۷) میں اور خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب اور مولوی دل محمد صاحب فساد کے دوسرے روز سپرنٹنڈنٹ صاحب کے ساتھ موقعہ دکھانے کے لئے گئے۔ تو اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے جو ہمارے جلسہ کے انتظام کے لئے بھامڑی میں مقرر تھا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب سے کہا۔ کہ جب میں خشت باری کے موقعہ پر پہونچا۔ تو میر صاحب اپنے لوگوں کو روک رہے تھے۔ اور میں نے بھامڑی والوں کو روکا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ تحریری طور پر اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے کیا نوٹ درج کیا ہے۔ البتہ سنا گیا ہے کہ ہمارے خلاف پولیس ہی کے بیان پر کارروائی کا آغاز ہوا ہے۔ گویا تفتیش کے خلاف ہماری رپورٹ پر کارروائی کی گئی ہے۔ (۸) آخری بات میں احباب کی واقفیت کے لئے یہ کہتا ہوں۔ کہ ہمارے گروہ میں سے اینٹوں کے ذریعہ جو لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ ان کے زخم خفیف ہیں۔ اور گو اینٹوں کی وجہ سے ۴۰۔ ۵۰ کے قریب اشخاص کو معمولی چوٹیں آئی ہیں۔ مگر جسقدر اشخاص شدید زخمی ہوئے ہیں۔ وہ ڈانگوں تلواروں اور کرپانوں وغیرہ سے ہوئے ہیں۔ اور یہ سب وہ لوگ ہیں۔ جو خشت باری دیکھ کر بجائے آگے بڑھ کر خشت باری کے مقام سے گزر کر ہمارے بڑے مجمع میں آملنے کے بائیں طرف مقام ف کی طرف مڑ گئے تھے۔ اور مڑے بھی الگ الگ یعنی خان صاحب اکیلے شاہ صاحب اکیلے۔ اور باقی احباب بھی اکیلے اکیلے اور اس طرح دشمن خشت باری کر کے اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوگیا۔ کہ ہمارے احمدیوں کے پچھلے حصہ کو اگلے حصہ سے الگ کر کے ایک ایک کو گھیر کر مار مار کر بیہوش کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسمیں ہم کو ایک سبق ملتا ہے۔ کہ کبھی ہم لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ خواہ مصیبت ہو یا کیسی سخت آفت ہو۔ سب کو ملکر اکٹھے رہنا چاہیئے۔

اس موقعہ پر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جب مخالف خشت باری کر رہے تھے۔ ہمارے بعض نوجوان ان کے مظالم کو دیکھ کر ایسے جوش میں تھے۔ کہ اگر میں انہیں آگے بڑھنے کی اجازت دیتا۔ تو یقیناً وہ حملہ آوروں کو اس شرارت کا مزا چکھا دیتے۔ مگر میں نے باوجود مظلوم ہونے کے باوجود حق دفاع رکھنے کے باوجود قانون کی اجازت کے دوستوں کو روکے رکھا۔ اور دوستوں نے بھی مجھے امیر جلسہ سمجھ کر میرے احکام کی تعمیل کی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑے حادثہ سے ہم کو بچا لیا۔ اور ایک دفعہ پھر دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائ نے ایک ایسی جماعت تیار کی ہے جس سے بڑھ کر امن پسند اور عافیت پسند دنیا میں اور کوئی جماعت نہیں۔ مجھے میرے ساتھیوں میں سے بعض نے غصہ سے طعنہ دیا۔ کہ آپ نے ہمیں خصی کر دیا ہے۔ ہمارے حقوق کو سلب کیا وغیرہ وغیرہ . . . . . .

. . . . . . . . . مگر سچی بات یہ ہے کہ مجھے اسوقت صرف یہ خیال تھا۔ کہ اگر میں باوجود قانون کی اجازت کے اپنے آدمیوں کو دفاع کی اجازت دوں۔ تو قادیان میں جاکر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو کیا مونہہ دکھاؤنگا۔ اور میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ حضرت صاحب کا یہ عتاب برداشت کر لونگا کہ تم نے اپنے آدمیوں کو خشت باری سے (کیونکہ اس وقت مجھے لاٹھیوں کے حملہ کا علم نہیں تھا) پٹوا دیا۔ مگر دفاع کی اجازت نہ دی مگر یہ دوسری جہت کا عتاب میری طاقت سے باہر ہے۔ کہ تم نے مار کیوں نہ کھائی اور لڑائی دوستوں کو باز کیوں نہ رکھا۔ یہ عتاب میری برداشت سے باہر تھا۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

# وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۸۰۵ منکہ سید فضل احمد ولد مولوی سید وزارت حسین صاحب قوم سید پیشہ آفیسر کیڈیٹ انڈین ایئر فورس عمر ۱۹ برس ۴ مہینہ پیدائشی احمدی ساکن موضع ادرین ڈاک خانہ مونگھیر صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ رمئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد ماہانہ ۱۳۵ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم تاریخ ۴ رمئی ۱۹۴۳ء العبد۔ موصی سید فضل احمد احمدی۔ گواہ شد۔ انور احمد ملک احمدی آفیسر کیڈیٹ انڈین ایئر فورس ۵/۴۳ گواہ شد۔ سلطان صلاح الدین فرخ احمدی آفیسر کیڈیٹ انڈین ایئر فورس ۵/۴۳

نمبر ۶۷۶۵ میں مستری نظام دین ولد مستری کریم دتہ صاحب مرحوم قوم غارب پیشہ سیپ لوہارہ عمر قریباً ۶۲ سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۱۰ء ساکن دینگے وال ڈاکخانہ مجیٹھ ضلع امرتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ راحسان ۱۳۲۲ ھش مطابق ۵ رجون ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) ایک مکان واقعہ موضع دینگے وال ضلع امرتسر جس کی قیمت اندازاً مبلغ پچاس روپیہ ہے۔ (۲) زمین زیر کاشت ساڑھے بارہ مرلہ جس کی قیمت اندازاً مبلغ پچاس روپیہ ہے (۳) سامان آہنی آہرن وغیرہ (اوزار) قیمتی مبلغ ساٹھ روپیہ۔ اس جائیداد کی کل قیمت مبلغ دو صد ساٹھ روپیہ ہوئی۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ حصہ وصیت مبلغ چھبیس روپے اسوقت نقد ادا کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا منتقل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ششماہی آمد پر ہے۔ میں تازیست اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ عہ روپیہ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

العبد :- مستری نظام دین ساکن دینگے وال ضلع امرتسر حال وارد محلہ دارالرحمت قادیان نشان انگوٹھا۔ گواہ شد :- مستری علیم اللہ لوہار ساکن محلہ دارالرحمت قادیان نشان انگوٹھا۔ گواہ شد :- مستری محمد یعقوب بقلم خود پسر موصی کاتب الحروف خاکسار رشید احمد چغتائی مولوی فاضل موصی نمبر ۵۸۸۵ دارالرحمت قادیان ۶/۴۳

نمبر ۶۷۰۹ منکہ محمد سلیمان ولد امیر الدین صاحب قوم شیخ صدیقی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جمگاؤں ڈاک خانہ پوربی ضلع بھاگلپور صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی میں ملازم ہوں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۲۷/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ عارضی طور پر کچھ جنگ کے دوران میں الاؤنس بھی ملتا ہے اور کچھ ٹیوشن سے بھی آمد ہوتی ہے جو معین نہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو کہ میں تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔

(۱) اس کے علاوہ میری حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک خام مکان واقع منڈا بستی ڈاکخانہ گولموڑی براستہ ٹاٹا نگر جس کی قیمت تخمیناً ۳۲۵/- روپیہ ہے۔ (۲) ایک قطعہ زمین ۱۲ کٹھہ واقع جمگاؤں پرگنہ کہلگاؤں۔ تھانہ کونوالی بھاگلپور میں ہے۔ جس کی قیمت ۴۵ روپے کے قریب ہے۔ زمینداری واقع بھاگلپور صدر محلہ اُردو بازار میں ہے جسکی قیمت ۱۵/- روپے ہے۔ ان سب کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں گا۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد :- محمد سلیمان بقلم خود ۔۔۔ ٹاٹا نگر جمشید پور۔ گواہ شد بشیر احمد چغتائی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ جمشید پور۔ گواہ شد :- عبد القیوم جمشید پور

نمبر ۶۷۱۱ منکہ عبد اللطیف ولد ڈاکٹر عبد السمیع قوم شیخ قانونگو پیشہ ملازمت عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال حوالدار کلرک پنجاب رجمنٹ انبالہ کینٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ رمارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری فی الحال کوئی منقول و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ موجود ہیں۔ اس وقت میں محکمہ فوج میں بطور حوالدار کلرک ملازم ہوں۔ جس میں مجھے فی الحال ۶۸ روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو جائے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ اگر میں اپنی کسی جائیداد کا کوئی حصہ اپنی زندگی میں ادا کردوں تو وہ میری وصیت سے منہا سمجھا جائیگا۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں براہ راست یا بذریعہ لوکل انجمن ہائے ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ چونکہ موجودہ جنگ میں پلٹنیں ایک جگہ سے دوسری جگہ (Move) کرتی رہتی ہیں۔ اس وجہ سے اگر کسی وقت خدانخواستہ حصہ وصیت صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں ارسال کرنے سے قاصر رہوں یا کسی لوکل انجمن احمدیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ادا نہ کرسکوں تو بھی میری وصیت بفضل خدا قائم رہیگی اور بصورت بقایا جب بھی خدا مجھے توفیق دے گا میں ادا کردونگا۔ اگر بقایا ادا کرنے سے پہلے مجھ پر کوئی حادثہ ہو جائے تو میرے ورثاء اس کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ بشرطیکہ اس کو میرا الاٹمنٹ پہنچتا ہے خدا تعالیٰ مجھے اپنی توفیق عطا فرمائے تاکہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کی خدمت کرسکوں۔ خدا تعالیٰ مجھے اس جنگ میں کامیاب و کامران واپس لائے۔ اسلام کی فتح ہو۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد۔ عبد اللطیف حوالدار کلرک ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ چھاؤنی گواہ شد۔ حوالدار سید بار علی احمد مولوی فاضل کلرک ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ کینٹ۔ گواہ شد حوالدار کلرک محمد شریف لائلپوری ۱۵/۱۵ پنجاب انبالہ چھاؤنی ۲۱/۲/۴۳

**نمبر ۶۷۷۴** منکہ رحیم بی بی بیوہ میاں مہر الدین صاحب مرحوم قوم نیلج پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۰۵ء ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ش ۱۳۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ میرا بیٹا عزیزی ماسٹر محمد ابراہیم بی۔اے کم و بیش ۵۰۰ روپے کا میرا مقروض ہے۔ میں اس پانچ سو روپیہ کے جو میرے بیٹے کے ذمہ واجب الادا ہے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ۱۰۰ روپیہ کی رقم دفتر مقبرہ بہشتی میں داخل کرا دونگی اگر میں اپنی زندگی میں داخل نہ کرا سکی۔ تو یہ رقم میرے بیٹے عزیز ماسٹر محمد ابراہیم بی۔اے سے وصول کی جائے۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ والدہ صاحبہ کی طرف سے ۵۰۰ روپیہ میرے ذمہ قرض ہیں اور والدہ مکرمہ کی مذکورہ بالا وصیت کے مطابق میں ۱۰۰ روپیہ کی رقم صدر انجمن کے خزانہ میں جمع کرانے کا ذمہ دار ہوں۔ خاکسار محمد ابراہیم بی۔اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول

قادیان ۱۹ ش ۱۳۲۲ نشان انگوٹھا رحیم بی بی والدہ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب گواہ شد۔ علی احمد مولوی فاضل محلہ دارالعلوم قادیان گواہ شد۔ غلام محمد بی۔ایس۔سی۔بی۔ٹی سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید قادیان ۱۹ ش ۱۳۲۲

**نمبر ۶۷۷۹** منکہ احمد شفیع ولد محمد شفیع قوم قریشی (فاروقی) پیشہ تجارت عمر تقریباً ۲۵ سال پیدائشی احمدی (۱۲ اپریل ۱۹۱۸ء) ساکن بھیرہ شاہ پور۔ حال میانوالی ضلع میانوالی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ش ۱۳۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ جس کی کل قیمت مبلغ بارہ صد روپیہ ہے۔ میرا گذارہ آمد دوکان پر ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ میری دوکان کی آمد کوئی مقرر نہیں۔ جس قدر دوکان کی ماہوار آمدنی ہوگی۔ ماہوار ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کیا کرونگا۔ اسوقت تک میری جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) ایک مکان واقعہ میانوالی شہر -/۴۰۰ روپیہ۔ نقد -/۱۳۰۰ صد روپیہ تھا۔ جس میں سے آج مبلغ -/۵۰۰ روپیہ بیوی کا حق مہر ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی وصیت کرا رہی ہے۔ باقی نقد موجود -/۸۰۰ روپیہ کل بارہ صد روپیہ بنتا ہے۔ اور میرا اپنا پیدا کردہ ہے۔

العبد:۔ احمد شفیع قریشی ولد مولوی محمد شفیع موصی۔ گواہ شد۔ محمد شفیع موصی والد احمد شفیع بقلم خود پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ میانوالی ۱۲ ش ۱۳۲۲ گواہ شد۔ صلاح الدین (میانوالی) اے۔سی۔ موصی ۱۲ ش ۱۳۲۲

نوٹ:۔ تیس روپے نقد ارسال خدمت ہیں۔ کل مبلغ -/۱۲۰ روپیہ دسویں حصہ کے بنتے ہیں۔ باقی وصیت مبلغ نوے روپے ۹۰ روپیہ میرے ذمہ باقی رہتے ہیں۔

احمد شفیع بقلم خود۔

**نمبر ۶۷۸۲** منکہ علی حسین ولد شیخ بندے علی قوم شیخ صدیقی۔ پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن بریلی (یو۔پی) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میں اس وقت کارخانہ سپلائی واقعہ کلکٹریٹ گنج میں ملازم ہوں۔ میری تنخواہ ماہانہ اسی روپے ہے۔ مہنگائی الاؤنس ماہانہ -/۱۷ روپے ہے۔ اس کے علاوہ ایک سو روپیہ بابت حصہ سٹار ہوزری ورکس قادیان میں ہے۔ مبلغ ایک سو روپیہ تحریک امانت جائیداد نظارت بیت المال میں جمع ہے۔ اس کے علاوہ دس مرلہ زمین واقع محلہ دارالعلوم میں ہے۔ جس کی قیمت مبلغ تین سو روپیہ ہے۔ مندرجہ بالا جائیداد اور آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے ذمہ -/۱۴۴/۹ روپے قرضہ ہے۔ جو تنخواہ سے ادا کرنا ہے۔ جو ساڑھے سولہ ماہ میں بحساب -/۳۱ روپے ماہوار منہا ہو کر صاف ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ اگر کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ علی حسین بحروف انگریزی۔ گواہ شد:۔

# مشرق و مغرب کی تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

**لنڈن ۲۸ جون۔** آج روم کے اخبارات میں یہ خبر جلی عنوانات سے چھپی تھی کہ بحیرۂ روم، شمالی افریقہ اور مشرق قریب میں اتحادیوں نے حملہ کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں روم کے اخبارات نے یہ قیاس آرائی بھی کی ہے کہ یہ حملہ جنوبی یورپ پر ہوگا۔ "دوسی ڈی اٹلیا" لکھتا ہے۔ اطالیہ دشمن کے حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ وہ ہر حملہ کا مقابلہ کریگا۔ خواہ یہ حملہ اٹلی پر یا جنوبی یورپ کے کسی محاذ پر ہو۔

**سٹاک ہالم ۲۸ جون۔** جنوبی فرانس کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ زیر زمین قلعے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ اٹھارہ سترہ سال کے جرمن نوجوان جو پہلے روس کے محاذ پر عقبی حصوں میں خندقیں وغیرہ کھودنے کا کام کرتے تھے۔ فرانس کے ان ساحلوں پر پہنچا دئے گئے ہیں اور زمین دوز قلعوں کی تعمیر میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

**انقرہ ۲۸ جون۔** ہٹلر نے جنگی اسلحہ کی کمی کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آسٹریا کے وسیع علاقہ میں نئے کارخانے کھولے جنگی قیدیوں میں سے ایک لاکھ نوجوان اور مضبوط قیدی اس کام کیلئے منتخب کر لئے گئے ہیں۔ کہ ان سے کارخانوں میں کام لیا جائے۔ ان لوگوں کو کام سکھانے کیلئے ماہرین اسلحہ قیدیوں کے کیمپوں میں پہنچ گئے ہیں۔

**سٹاک ہالم ۲۸ جون۔** کل جرمن سفیر ہر فان پاپن نے ترکی کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر فان پاپن نے کچھ مطالبات پیش کئے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

**لنڈن ۲۸ جون۔** الجیریا ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ فرانس کی مجلس مزاحمت کا اجلاس فرانس میں کسی جگہ پر منعقد ہوا جس میں متعدد معاملات پر غور کیا گیا۔ اور فرانس پر اتحادی حملے کی صورت میں اتحادیوں کی امداد کے لئے تجویزیں مرتب کی گئیں۔ برطانیہ کو آگاہ کر دیا گیا ہے۔

**لنڈن ۲۸ جون۔** سر سیموئیل ہور نے ایک چٹھی میں لکھا ہے۔ جب سے میں ہسپانیہ میں برطانی سفیر مقرر ہوا ہوں۔ جرمن اسوقت سے اس کوشش میں ہیں کہ وہ حتی الامکان میرے راستے میں زیادہ سے زیادہ مشکلات پیدا کریں۔ تاکہ مشکلات سے تنگ آ کر میں ہسپانیہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤں۔

**کینبرا ۲۸ جون۔** افسر خزانہ نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا۔ کہ سنہ ۱۹۴۲-۴۳ء میں آسٹریلیا نے جنگی امور کے لئے ۶۶ کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ خرچ کئے۔ گویا بجٹ کی نسبت ۱۲ کروڑ پونڈ زیادہ صرف ہوئے۔

**سٹاک ہالم ۲۸ جون۔** جرمن اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ ڈاکٹر گوئبلز نے جرمنی کے نئے دفاعی ہتھیار کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ ہتھیار "جلتے تیل" کے نام سے موسوم ہے۔ ڈاکٹر گوئبلز کا بیان ہے۔ کہ حملے کیوقت اٹلانٹک میں جلتے تیل کی چادر کھڑی کر دی جائے گی۔ تاکہ دشمن وہاں سے گذر نہ سکے۔

**گورکھپور ۲۸ جون۔** ضلع کے حکام کو یہ اطلاع ملی ہے کہ بہار کی حدود کے نزدیک ایک مقام پر ۴۰ ہزار من خوردنی اجناس اسلئے جمع کی جا رہی ہیں کہ موقع ملتے ہی ان کو صوبہ مذکور سے منتقل کر دیا جائے۔ اسپر حکام ضلع بلا توقف وہاں پہنچے اور تمام ذخیرہ کو ضبط کرنے کا حکم دے دیا۔ اس سلسلے میں مزید تحقیقات جاری ہے۔

**دہلی ۲۸ جون۔** کل امریکن طیاروں نے برما میں دشمن کے ٹھکانوں پر دور دور تک حملے کئے۔ کیانگ میں روئی کے کارخانے برباد کر دئے گئے۔ مانڈلے کے مشرق میں ریلوں پر حملے کئے گئے۔ اور کافی نقصان پہنچایا گیا۔

**لنڈن ۲۸ جون۔** کل رات برطانی طیاروں نے دور دور تک فرانس میں حملے کئے۔ اور دشمن کے ہوائی اڈوں اور ریلوے ٹھکانوں کی خبر لی اور کافی نقصان پہنچایا۔ مڈل ایسٹ کے اڈوں سے اڑ کر اتحادی طیاروں نے ایتھنز کے پاس ہوائی اڈوں پر دو حملے کئے۔ ہوائی جھڑپوں میں دشمن کے سات فائیٹر برباد کر دئے گئے۔ نیپلز پر بھی حملہ کیا گیا۔ اور گودیوں اور کارخانوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ ان حملوں کے بعد ہمارے سب طیارے واپس آ گئے۔ شمالی فرانس میں جرمنی یو بوٹوں کے مرکز سانازیر پر بڑے زور کا حملہ کیا گیا۔ جگہ جگہ بڑے زور کی آگ بھڑک اٹھی۔ اتحادی طیاروں نے ۱۲ جون کو بوگنا کے شہر پر جو حملہ کیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سے ۱۲۰ ایکڑ رقبہ بالکل تباہ ہو گیا۔ سات سو عمارات برباد ہوئیں یا ان کو نقصان پہنچا۔ اس کے بعد اسی شہر پر ایک اور حملہ بھی ہو چکا ہے۔

**لنڈن ۲۹ جون۔** فرانسیسی مغربی افریقہ کے گورنر کا استعفٰے منظور کر لیا گیا ہے۔ مگر نیا آدمی مہیا ہونے تک وہ کام کرینگے الجیریا میں آزاد فرنچ کمیٹی کا اجلاس پھر ہو رہا ہے۔

**لنڈن ۲۹ جون۔** شنبہ کی رات اور یکشنبہ کو دن کے وقت اتحادی طیاروں نے نیپلز پر بڑے زور کا حملہ کیا۔ پندرہ منٹ تک مسلسل بمباری کی گئی۔ جس سے بڑے بڑے جنگی کارخانوں کو سخت نقصان پہنچا۔

**ماسکو ۲۹ جون۔** روسی اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ طیاروں نے بحیرۂ اسود کی بندرگاہ تمان پر سخت حملہ کیا۔ اسپر دشمن کا قبضہ ہے۔ اور وہ اس سے بہت کام لے رہا ہے۔ روسی فوجوں کی کریلیا کے شمال میں دشمن کی فوجوں سے جھڑپیں ہوئیں۔ روسیوں نے ایک قلعہ بند پہاڑی چھین لی۔ اسے واپس لینے کے لئے دشمن کے سب حملے ناکام رہے۔

**چنکنگ ۲۹ جون۔** ہنچاؤ کے شمال مشرق میں جاپانیوں نے جو حملہ کیا تھا۔ چینیوں نے اسے ناکام کر دیا ہے۔ مشرقی چین کے سمندری کنارے کے پاس دشمن کی تیرہ کشتیاں غرق کر دی گئیں

**لنڈن ۲۹ جون۔** مارشل ویول نے ہندوستانی فوجوں کو ایک الوداعی پیغام دیا۔ جس میں کہا ہے کہ میں اپنی نئی ذمہ داریوں کو پوری وفاداری اور قابلیت کے ساتھ سر انجام دونگا۔ ہندوستانی فوجوں نے اس جنگ میں جو خدمات کی ہیں۔ میں ان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ ہندوستانیوں نے بڑی وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ جنرل آکن لک کے تقرر پر بھی آپ نے اظہار پسندیدگی کیا ہے۔ آپ نے کہا۔ گذشتہ دو سو برس میں اس ملک پر ایسی نازک گھڑی کبھی نہیں آئی۔ تاہم اب ہندوستان کافی طاقتور ہے اور اسپر دشمن کے حملہ کا امکان ختم ہو چکا ہے۔

**لنڈن ۲۹ جون۔** جنوبی افریقہ کی انڈین کانگرس نے کل ۱۲ کے مقابلہ میں ۴۹ آراء کی کثرت سے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ جس میں حکومت ہند سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ جنوبی افریقہ کی حکومت سے سیاسی ناطہ توڑے اور اپنا ہائی کمشنر واپس بلا لے۔

**کراچی ۲۹ جون۔** سندھ اسمبلی کا اجلاس ختم ہونے پر جولائی کے دوسرے ہفتہ میں سندھ کے ہندو وزیر ڈاکٹر ہیمن داس بمبئی جائینگے اور مسلم لیگ ہندو مہاسبھا کے درمیان سمجھوتہ کی بات چیت کے سلسلہ میں مسٹر جناح

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ رحمت اللہ خان شاکر